متقین کا امام بننے کے لئے دعا کریں
اور متقین کا امام بننے کے لئے کوشش کریں

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم اگست 1997ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات کریمہ کی تلاوت کی۔

قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ﴿۱۲﴾ وَاُمِرْتُ
لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۳﴾ قُلْ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ
رَبِّیْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۴﴾ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِیْ ﴿۱۵﴾
فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ؕ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ
خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ
الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾ (الزمر: 12 تا 16)

پھر فرمایا:

قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ تو کہہ دے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اللہ کی عبادت کروں اس کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں مسلمان ہونے کے لحاظ سے پہلا مسلمان ہوں۔ ان دو آیات کو اکٹھا پڑھنے سے ایک بات قطعی طور پر ثابت ہوتی ہے کہ دین کو خدا کے لئے خالص کرنا یہ اسلام ہے اور بہترین مسلمان وہی ہے یا سب سے پہلا مسلمان وہی ہے جو دین کو اللہ کے لئے خالص

کردے۔اس لئے ہمیں مسلمان بننے کے لئے ضروری ہے کہ اس پہلو سے ان آیات پر عمل کریں۔اگر اس پہلو سے ان آیات پر غور کریں تو پھر دنیا کے مسلمان کہنے یا نہ مسلمان کہنے کا جھگڑا ہی ختم ہو جاتا ہے۔ایک ہی حکم ہے کہ دین کو خدا کے لئے خالص کرو۔جو بھی دین کو خدا کے لئے خالص کرے گا خدا کی نظر میں وہی مسلمان ہے اور جتنا خالص کرے گا اتنا ہی اس کی مسلمانی کا مقام بڑھتا رہے گا۔

سب سے پہلے تو لفظ دین ہے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ دین سے کیا مراد ہے۔قُلْ اِنِّیۡۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ عام طور پر تراجم میں لفظ اطاعت ملے گا لیکن لفظ اطاعت معنیٰ درست ہونے کے باوجود اس دین کے لفظ کی اصلیت میں شامل نہیں ہے۔اس موقع پر، اس محل پر اطاعت کا مضمون ہی ہے جو پیش نظر ہے اور یہ کیسے ہے اور دین کا اصل معنی کیا ہے اس سلسلے میں قرآن کے حوالے سے میں آپ کے سامنے چند امور رکھتا ہوں۔قرآن کریم دین سے مراد مسلک لیتا ہے اور مسلک کا الٰہی مسلک ہونا لازم نہیں۔کوئی بھی مسلک ہو جس پر چلنے پر انسان پابند ہو اس کو قرآن کریم دین کہتا ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں دین الملک کا حوالہ دیتا ہے۔مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِىۡ دِيۡنِ الۡمَلِكِ (یوسف:77) حضرت یوسف علیہ السلام کو یہ طاقت نہیں تھی یا اس بات کے مجاز نہیں تھے کہ وہ بادشاہ کے دین میں اپنے بھائی کو اپنے پاس رکھ سکیں۔اب صاف پتا چلا کہ وہاں بادشاہ کے دین سے مراد مذہب ہرگز نہیں بلکہ قانون ہے ملک کا اور وہ قانون جس پر چلنا لازم ہو وہی مسلک ہے جس کو قرآن کریم دین کے حوالے سے یاد کرتا ہے۔

تو ہر وہ مسلک جو قانون سازی کے نتیجے میں انسان اپنا لے اس کو بھی دین کہیں گے۔ہر وہ مسلک جو جابر ملک پر ٹھونس دے جس پر چلنا سب کے لئے ضروری ہو اس کو بھی دین کہیں گے اور وہ مسلک جو اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے پیدا کیا ہے اس کو بھی دین کہتے ہیں۔اس مسلک میں طوعاً بھی شامل ہے اور کرھاً بھی شامل ہے۔لَاۤ اِكۡرَاهَ فِى الدِّيۡنِ (البقرہ:257) کے اور معنی ہیں وہاں دین خدا کے نام پر، خدا کے بتائے ہوئے مسلک پر چلنے کو کہا گیا ہے لیکن دین انسانی فطرت بھی ہے اور وہاں طوعاً کی کوئی بحث نہیں ہوتی۔ہر وہ چیز جو فطرت میں گوندھی ہوئی ہے جس کے مطابق فطرت کو لازماً چلنا ہے وہ دین جو ہے وہ تو جانوروں کا بھی ایک دین ہے ہر چیز جو زندگی رکھتی ہے اس کا ایک دین ہے یعنی اس کے اندر جو خدا تعالیٰ نے صفات ودیعت کردی ہیں جن پر چلنا اس کے لئے لازم ہے یہ دین

کہلاتا ہے اور انسان کے تعلق میں دین کہلاتا ہے کیونکہ باقی جانوروں سے پوچھ گچھ نہیں ہے اور ان کا اپنے اپنے مسالک پر چلنا ایک طبعی امر ہے۔

لیکن انسان کو دو حصے دین کے ملے ہوئے ہیں ایک وہ دین جو اس کی فطرت میں گوندھا گیا ہے اس دین میں سے کچھ ایسا ہے جس پر اس کا چلنا لازم ہے وہ اس سے ہٹ سکتا ہی نہیں۔ کچھ ایسا ہے جس سے وہ ہٹ سکتا ہے اور اس ہٹنے والے حصے کا تعلق شریعت سے بھی ہے کیونکہ قرآن کریم دین کے اس تعلق میں بیان فرماتا ہے۔ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا (الروم: 31) یہاں جو فطرت ہے اسی کا نام قرآن کریم دین بھی رکھتا ہے۔ وہ دین ہے جس پہ خدا تعالیٰ نے انسان کو چلایا ہے۔ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا یہ وہ دین ہے جو انسان کی فطرت میں داخل کر دیا گیا ہے۔ یہ باتیں اس لئے سمجھانی ضروری ہیں جب میں آگے مضمون کو بڑھاؤں گا تو آپ سمجھیں گے کہ ان کا آپس کا ایک تعلق ہے۔

فطرت میں جب خدا تعالیٰ نے جس کو دین فطرت کہا ہے دین اللہ، اللہ تعالیٰ اس کو فرماتا ہے اس میں انسان کے اندر ایک ایسا دین ہے جو اندر سے بولتا اندر سے اس کو بتاتا ہے اور اس کی آواز پر کان دھرنا اس کا اختیار انسان کو دیا گیا ہے۔ فطرت جب بھی بولے گی سچ بولے گی، فطرت کبھی بھی یہ تقاضا نہیں کرے گی کہ تم غلط رستے پہ چلو اگرچہ بظاہر یہ تقاضا دل سے پیدا ہوتا ہے مگر وہ دین اللہ نہیں ہے، وہ فطرت نہیں ہے۔ میں نے اس کی مثال آپ کے سامنے کئی دفعہ رکھی اور یہ سمجھایا کہ ہر انسان اپنی فطرت کے مطابق یہ سمجھتا ہے، فطرت کی آواز ہے کہ فلاں کا مال غصب کر لو وہ اندر سے آواز اٹھتی ہے جو دین اللہ نہیں ہے۔ دین اللہ کی پہچان یہ ہے کہ ہر انسان پر برابر اطلاق پاتا ہے اس کے اندر Universality ہے۔

چنانچہ ایک شخص اپنے متعلق جب اس کا حق غصب کیا جا رہا ہو شدید غم و غصے کا اظہار کرے گا جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جانتا ہے کہ یہ دین کی آواز نہیں ہے فطرت کی آواز یونیورسل ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ یونیورسل ہے اس نے تمام انسانوں کو ایک یونیورسل قانون کے مطابق جو بین الاقوامی، عالمی قانون ہے اس کے مطابق پیدا کیا ہے تو دین اس مسلک کو کہتے ہیں جس پر آپ کو چلنے پر مجبور کر دیا گیا ہو یعنی اندر کی آواز ہمیشہ وہی رہے گی جو سچے دین کی آواز ہے۔ دین دنیا کے بنائے ہوئے قوانین کو بھی کہتے ہیں یا بادشاہوں کے جاری کردہ قوانین کو بھی کہتے ہیں اگر آپ ان پر چلیں گے تو آپ دین

کی متابعت کریں گے اور ان پر چلنے میں کچھ مجبوری بھی داخل ہے۔

اللہ جو دین بناتا ہے جس کو ہم شریعت کہتے ہیں وہ بھی دین کہلاتی ہے مگر اس میں مجبوری نہیں یہ وہ مقام ہے جہاں لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ کا اطلاق ہو رہا ہے۔ دین کے معاملے میں کوئی جبر نہیں حالانکہ فطرت جو بنائی گئی ہے وہ جبریہ ہے ایک قسم کی، کوئی انسان اپنی فطرت سے ہٹ سکتا ہی نہیں۔ بڑے سے بڑا قاتل، مجرم، بڑے سے بڑا گنہگار بھی اپنے نفس میں ڈوب کے دیکھے تو اس کو فطرت کی وہی آواز دکھائی دے گی جس کی میں نے مثال دی ہے کہ غیروں کے اپنے ساتھ معاملے میں ان کی فطرت اٹھ کھڑی ہوگی، بتائے گی کہ اصل قانون کیا ہے لیکن وہ دین جو انسان کو خدا تعالیٰ نے شریعت کے طور پر دیا ہے اس کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے اس میں جبر نہیں ہے لیکن مسلک کا اپنا ایک جبر ہے اور وہ جبر ہے جس کی طرف میں آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں جو مسلک درست ہو اس سے ہٹنے کا نقصان ضرور پہنچتا ہے پس مسلک اپنے اندر خود ایک جبر رکھتا ہے جب آپ کہتے ہیں لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ تو دنیا میں اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہا جائے کہ جو چاہے آگ میں ہاتھ ڈال دے جو چاہے نہ ڈالے مگر آگ میں ہاتھ ڈالنا فطرت کے خلاف ہے آگ میں ہاتھ ڈالو گے اجازت تو ہوگی مگر ہاتھ ضرور جلے گا۔ پس دین میں ایک اندرونی جبریت پائی جاتی ہے جو لَآ اِكْرَاهَ کہنے کے باوجود نہیں ہٹتی۔ چنانچہ قرآن کریم نے اس کے معاً بعد جو مضمون بیان فرمایا وہ یہی ہے کہ پھر تم اپنے کئے کا نقصان اٹھاؤ گے۔ اگر غلط کرو گے اس کا نقصان تمہیں پہنچے گا۔ اگر صحیح کرو گے تو اس کا فائدہ تمہیں پہنچے گا۔ پس اس پہلو سے لفظ دین کو آپ کو سمجھنا چاہئے یہ سارے معانی اپنے اندر رکھتا ہے۔

اب اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ۔ اے محمد رسول اللہ ﷺ یہ اعلان کردے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اللہ کی عبادت کروں مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ اب یہاں الدِّيْنَ کے سارے معنی ہیں۔ بادشاہ کا دین بھی ہوسکتا ہے، ملک کا دین بھی ہوسکتا ہے ہر قسم کے دین دنیا میں موجود ہیں یہاں تک کہ مشرک کے مسلک کو بھی قرآن کریم دین ہی قرار دیتا ہے لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ (الکافرون: 7) مشرکوں کو مخاطب کرتے ہوئے جو اللہ کے سوا بتوں کی عبادت کرتے ہیں قرآن کریم فرماتا ہے لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ۔ صاف پتا چلا کہ دین کا معنی صرف مذہب لینا درست نہیں ہے یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے قائم کردہ قوانین کو محض دین نہیں کہا جاسکتا۔

بادشاہوں کی طرف سے بھی بیان کئے جاتے ہیں۔ مذہبی دنیا میں بت گروں کے قوانین ہیں، بت پوجنے والوں کے قوانین ہیں وغیرہ وغیرہ لیکن دین مسلک کا نام ہے جو بھی انسان مسلک اختیار کرے اسے دین کہیں گے۔

یہاں فرمایا قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَاللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ کہ میں اپنے دین کو اس کے لئے مخلص کروں گا تو عبادت ہوگی ورنہ نہیں ہوگی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان ساری زندگی میں جو بھی چلتا پھرتا، اٹھتا بیٹھتا، جو بھی مسلک اختیار کرتا ہے وہ اگر اللہ کے لئے خالص ہوگا تو اسی حد تک اس کی عبادت خالص ہوگی جتنا اس سے ہٹے گا اس کی عبادت اس سے ہٹ جائے گی۔ تو عبادت صرف نماز پڑھنے کا نام نہیں ہے بلکہ ساری زندگی نماز کے قبلے کے مطابق ڈھلنی چاہئے۔ یہ مضمون ہے جو اس آیت کریمہ میں خصوصیت سے بیان ہوا ہے۔ آپ نماز قبلے کی طرف پڑھیں، سجدے خدا کو کریں اور باقی ساری زندگی کا رخ مختلف ہو تو یہ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ میں نہیں آئے گا۔ تمہارا سارا مسلک، تمہارا اٹھنا بیٹھنا، سونا جاگنا سب کچھ اگر خدا کے لئے خالص ہوگا تو پھر یہ عبادت ہے ورنہ عبادت نہیں ہے۔

پس جس عبادت کے قیام کے لئے ہم کھڑے ہوئے ہیں اس کا تعلق صرف نمازیں قائم کرنے سے نہیں بلکہ ساری زندگی کو قبلہ رخ کرنے کا نام عبادت ہے۔ تمام زندگی کو اللہ کے لئے خالص کر دینا اس میں روزمرہ زندگی کا اٹھنا بیٹھنا، عورتوں سے سلوک، بچوں سے سلوک، بڑوں سے سلوک، عورتوں کا خاوندوں سے سلوک، ایک دوسرے سے سلوک، لین دین کے معاملات یہ سارے دین ہیں اور ان میں سے ہر ایک کو مخلص کرنا ہوگا کس کے لئے؟ اللہ کے لئے۔ پس ساری زندگی کا ہر فعل اگر خدا کے لئے خالص ہو جاتا ہے تو یہ عبادت ہے اور ساری زندگی عبادت میں ڈھل جاتی ہے پھر ایسے موقع پر آ کر عبادت میں اور دین میں اور انسان کے رہن سہن میں کوئی بھی فرق نہیں رہتا۔ اس وجہ سے آنحضرت ﷺ کو فرمایا گیا وَ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ تو یہ بھی اعلان کر دے کہ اس تعریف کی رو سے میں پہلا مسلمان ہوں۔

پہلے مسلمان کا ایک معنی تو یہ ہے کہ اسلام میں سب سے اول درجے کا مقام اور مرتبہ حاصل کرنے والا، دوسرا اگر وقت کے لحاظ سے، زمانے کے لحاظ سے بھی پہلا کہا جائے تو یہ بھی غلط نہ ہوگا اگرچہ اس سے پہلے تمام انبیاءؑ اپنی عبادت کو خدا کے لئے خالص کرتے تھے اور ان کا دین خدا کے لئے ہوتا تھا مگر

جس طرح حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنی ذات کو اس کے ہر پہلو میں خدا کے لئے خالص کیا ہے ویسا پہلے نبیوں کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ سب نبی پاک ہیں اس میں کوئی شک نہیں مگر سب سے اوپر، سب سے بالا مقام احمد ہے۔ وہ پاکی میں اور خلوص میں سب نبیوں سے آگے بڑھے تو گویا پہلی دفعہ عبادت دنیا میں اس وقت ہوئی جب محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے یہ ’گویا‘ کے ساتھ ہے یعنی عبادت کا یہ معنی اپنے درجہ کمال کو پہنچا کہ اول المسلمین پیدا ہو گیا۔

ہم نے اس اول المسلمین کی اطاعت کا جُوا اپنے کندھوں پر ڈالا ہے اس اول المسلمین کے پیچھے چل کر دنیا کو عبادت کے گر سکھانے ہیں یعنی اپنی ساری زندگی کو پھر اللہ کے لئے خالص کر لینا ہے پھر ہماری عبادتیں خدا کی عبادتیں ہوں گی ورنہ نماز میں رہتے ہوئے بھی خدا کے حضور سر جھکانا اور سر تسلیم خم کرنا یہاں تک کہ سجدہ ریز ہو جانا اگر نماز سے نکل کے دوسروں کے لئے اسی طرح سر جھکایا جائے اور دوسروں کی اطاعت میں انسان داخل ہو جائے تو بیک وقت دو بادشاہوں کی اطاعتیں نہیں چلا کرتیں ایک ہی حکومت ہے صرف اللہ کی اور اس حکومت میں یہ حکم ہے سب کو کہ جب بھی خدا کی مرضی سے ٹکرائے مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ تم اس مرضی کو خدا کے لئے مخلص کر دو تب تمہاری عبادت، عبادت ہے ورنہ وہ عبادت، عبادت نہیں ہے۔

یہ عبادت کا مفہوم جو میں نے آپ کے سامنے رکھا ہے بہت ہی مشکل ہے اور اتنا مشکل ہے کہ انسان اگر اپنی عبادت پر غور کرے تو اس کی کوئی عبادت بھی عبادت دکھائی نہیں دے گی۔ میں اپنے سمیت آپ سب کو مخاطب کر کے خدا کے حضور یہ حقیقت حال عرض کر رہا ہوں کہ نہ میری عبادت کوئی عبادت ہے نہ آپ کی عبادت کوئی عبادت ہے ان معنوں میں جن معنوں میں یہ آیت کریمہ عبادت کی طرف بلا رہی ہے۔ ہزار دنیا کی دلچسپیاں ہیں ہزار ایسے کام ہیں جن میں مبتلا رہے ہیں اور رہتے ہیں، کوشش کے باوجود مبتلا ہو جاتے ہیں جن کا آخری مقصود اللہ نہیں رہتا۔ وہ اپنی ذات میں معصوم باتیں بھی ہوں تب بھی خالصۃً للہ نہیں کی گئیں مثلاً آپ کھانا کھاتے ہیں اپنی مرضی کے اچھے سے اچھے کھانے کھائیں اور پکائیں اچھے سے اچھا پہنیں یہ جائز ہے اس کو شرک نہیں کہتے مگر خالصۃً للہ نہیں ہے، مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ میں داخل نہیں ہے۔

آنحضرت ﷺ اس مضمون میں بھی تمام بنی نوع انسان میں ہر فرد سے بڑھ گئے کہ آپ کا

کھانا پینا بھی خالصۃً رضائے باری تعالیٰ کے تابع ہو گیا، اٹھنا بیٹھنا، آپؐ کی لذتیں رضائے باری تعالیٰ کے تابع ہو گئیں تھیں آپؐ کے ازدواجی تعلقات بھی اللہ کی رضا کے تابع ہو گئے تھے۔ کوئی ایک پہلو بھی نہیں تھا جو آنحضرت ﷺ کا انسان کی حیثیت سے رونما ہوا ہو اور وہ خدا کی خاطر نہ ہو۔ آنحضرت ﷺ کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بے حد محبت تھی لیکن اس بات کا اندازہ کہ وہ محبت للہ تھی اس سے ہو گا کہ آپ کی محبت کے نتیجے میں خدا اور قریب آجاتا تھا، دور نہیں ہٹتا تھا۔ چنانچہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے کسی اور بیوی کے بستر پر الہام نہیں ہوئے وحی نہیں ہوئی سوائے عائشہ کے۔ اگر آپ کا دل عائشہ کی خاطر عائشہ میں اٹکا ہوتا تو ہرگز خدا کا، یہ اوپر جھک جانا رحمت باری کا اور اس طرح وحی کا وہاں جاری ہو جانا یہ ممکن ہی نہیں تھا۔

وہ باریکیاں جو آنحضرت ﷺ کے تعلقات کی باریکیاں ہیں ہم ان پر نظر نہیں رکھ سکتے ان کا اکثر حصہ ہمارے علم میں ہے ہی نہیں۔ حدیثوں نے اس قسم کے بعض اشارے ہمارے لئے محفوظ کر دیئے ہیں جیسا کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کے اس بیان کے حوالے سے آپ کے سامنے رکھے۔ اندر کا وجود کیا تھا سوائے خدا کے کسی کو علم نہیں۔ یقین نہیں آتا کہ ایک انسان ایسی زندگی بھی بسر کر رہا ہے اس کا اپنا کوئی بھی پہلو اپنے لئے نہ ہو، نہ بیوی، نہ بچے، نہ کھانا، نہ پینا، نہ اٹھنا سب خدا کے لئے خالص ہو گیا۔ جب یہ خدا نے اعلان کروایا ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا اول المسلمین تم ہو۔ تم ہماری رضا کے تابع چلنے والے ہو تمہاری عبادت اب سب دنیا کے لئے عبادت کے نمونے بن جائے گی گویا آج پہلی دفعہ خدا کی عبادت کرنے والا ایک پیدا ہوا ہے جس کی ساری زندگی عبادت ہو چکی ہے۔ پس یہ وہ پہلو ہے جس کی طرف ہم نے اپنا دھیان رکھنا ہے۔

اب تبلیغی کام بہت آگے بڑھ رہے ہیں اور ساری دنیا میں پھیلتے چلے جارہے ہیں سب قوموں پر محیط ہو رہے ہیں اگر ہم نے عبادت کا یہ مفہوم جو قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے اپنے سامنے نہ رکھا تو بہک جائیں گے اور سب سے بڑی فکر مجھے یہ ہے کہ تبلیغی نظام کے دنیا میں پھیلنے کے نتیجے میں ہماری توجہ عدد کی طرف نہ ہوتی چلی جائے۔ ایک طرف ہم عدد کی بات کرتے ہیں اس پہلو سے کہ اتنے آدمی خدا کے حضور جھکنے کے لئے ہم نے تیار کر لئے ہیں اور فخر ہے تو صرف اس پہلو سے فخر ہے تیس لاکھ بندے خدا کے ایسے تھے جو پہلے خدا کے لئے، خدا کی طرف، خدا کی رضا کی خاطر جھکنا جانتے نہیں تھے احمدیت میں

آ کر انہوں نے اپنے آپ کو پیش کر دیا کہ جو چاہو ہم پر کام کرو ہم رضائے باری تعالیٰ کے لئے جھکنے کے لئے تمہارے حضور حاضر ہو گئے ہیں۔ یہ عدد کی برتری ہے کہ اتنی گردنیں خدا کے حضور حاضر ہو گئیں ورنہ جماعتی لحاظ سے تعداد بڑھانا کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ ہمیں اس میں کوئی دلچسپی نہیں۔

ابھی چند دن ہوئے کوریا کے نمائندے یہاں تشریف لائے ہوئے تھے ان سے گفتگو ہوئی وہاں ایک کورین خاتون ہیں جنہوں نے واقعۃً اسلام کو سچا سمجھ کر قبول کیا ہے اپنے خرچ پر یہاں تشریف لائیں مجھے مشورے دے رہی تھیں کہ کیا کیا ہم ہوشیاریاں کریں تو کوریا میں کثرت سے پھیل سکتے ہیں۔ جب وہ بات کر چکیں تو میں نے کہا جس طرح عیسائیت۔ انہوں نے کہا ہاں عیسائیت دیکھو کتنی پھیل گئی۔ لکھو کھہا انسان، ملینز (Millions) دیکھتے دیکھتے عیسائی بن گئے تو آپ بھی کچھ ان سے ملتی جلتی باتیں کریں۔ انہوں نے اتنے مدرسے بنائے، کئی کالج ہسپتال بنائے، رفاہ عامہ کے یہ کام کئے اور اس کے نتیجے میں دیکھو ملینز عیسائی بن گئے۔ جب وہ بات ختم کر چکیں تو میں نے کہا ان ملین عیسائیوں میں کیا پاک تبدیلی آپ نے دیکھی ہے؟ کتنے ہیں جنہوں نے خدا کی خاطر دنیا کے مسلک چھوڑ دیئے؟ کتنے ہیں جو بہتر انسان بن گئے اور خدا کے سامنے سر جھکانے والے ہو گئے؟ کچھ دیر تک وہ خاتون سوچتی رہیں اور پھر ان کا جواب صفر نکلا کہ میرے علم میں کوئی نہیں۔ میں نے کہا یہ سیاست ہے یہ مذہب نہیں ہے یہ وہ دین ہے جس کو دین اللہ نہیں ہم کہہ سکتے اور ہمیں تو دین اللہ میں دلچسپی ہے۔ اس لئے اگر آپ اکیلی بھی کوریا میں احمدی مسلمان بن کر اپنے آپ کو خدا کے حضور جھکا دیں تو وہاں احمدیت کامیاب ہے اور عیسائیت ناکام ہے کیونکہ عیسائیت اگر مذہب لے کر وہاں پہنچی ہے تو مذہب میں دھوکہ دیا ہے۔ عیسائیت دراصل امریکہ کی سیاسی حیثیت کا ایک دوسرا چہرہ ہے۔ پس ان ملکوں میں جہاں عیسائیت پھیلے اور پھیلنے کے ساتھ تبدیلی کے تقاضے نہ کرے یہ شرط ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ دین مُخۡلِصًا لَّهُ الدِّيۡنَ ہے یا دنیا کے لئے مخلص ہونا ہے۔ ان سارے ممالک میں جہاں جہاں عیسائیت پھیل رہی ہے آپ یہ غور کریں کہ عیسائی ہونے والے کی پہلی زندگی اور عیسائیت کے بعد کی زندگی میں کوئی فرق نہیں پڑتا اور فرق نہ پڑنے پر گھبراتا کوئی نہیں۔ بے چین کوئی نہیں ہوتا، کسی کی نیندیں حرام نہیں ہوتیں کہ ہائے کیوں فرق نہیں پڑ رہا۔ نام عیسائیت کا رکھ لو پہلے کی ساری زندگی کو اسی طرح آگے بڑھا دو اور بے تبدیلی وہ زندگی آگے بڑھتی چلی جائے۔ شراب نوشی تو خیر

حلال ہی سمجھی جاتی ہے ہر قسم کی بدکاری، بدی، اپنی عزتوں کو بیچنا، اپنے جسم کو بیچنا، مادہ پرستی کے لئے سب کام کرنا، یہ جو چاہیں کرلیں عالم عیسائیت میں کسی کا دل نہیں گھبرائے گا۔ کسی بڑے سے بڑے پادری یا کسی چھوٹے سے چھوٹے پادری کو یہ فکر لاحق نہیں ہوگی کہ ہم نے تو ان کی زندگی تبدیل کرنے کے لئے اللہ کے دین پر ڈالا تھا اور یہ دنیا کے دین پر اسی طرح جاری وساری ہیں۔

میں نے انہیں بتایا کہ احمدیت میں خدا کے فضل سے ایک دل نہیں ایک دل کے تابع سینکڑوں ہزاروں دل ہیں جو غمگین ہو جاتے ہیں اگر آنے والے کے اندر کوئی تبدیلی پیدا نہ ہوا گر وہ واقعۃً دین الملک کو چھوڑ کر دین اللہ میں داخل نہ ہو چکا ہو۔ دین ملک کو اسی حد تک اختیار کرے جس حد تک دین اللہ سے ٹکراتا نہیں ہے۔ جہاں وہ دین اللہ سے ٹکرائے وہاں اس کو چھوڑ دیا جائے۔ یہ عبادت کے خالص ہونے کا مفہوم سوائے احمدیت کے دنیا میں کہیں جاری ہوا ہی نہیں۔ اب کثرت سے ملاں لوگ اپنے مسلک سے لوگوں کو وابستہ کر رہے ہیں لیکن ان کے مسلک میں جو موجود ہیں فاسق، فاجر، زانی، شرابی کبابی (کباب شراب کے ساتھ ملے تو گناہ ورنہ نہیں۔ ویسے جتنا مرضی کباب کھائیں آپ۔ تو شرابی کبابی محاورہ ہے) اور بچے چرانے والے، بچوں پہ ظلم کرنے والے، قتل کرنے والے، ہر وقت جھوٹ بولنے والے اور چوری اور سفاکی اور ڈاکے ان کا مسلک ہے اور یہ سمجھتے ہیں یہ سب دین اللہ پہ قائم ہیں۔ پس انہوں نے دین اللہ کی تعریف ہی بدل دی ہے۔ مُخۡلِصًا لَّهُ الدِّيۡنَ کی تعریف کے ساتھ ان لوگوں کو دیکھیں جو ان کے پیچھے چلتے ہیں کتنے مولوی ہیں جن کی راتوں کی نیند اڑ گئی ہے کہ ہمارے پیچھے چلنے والے فاسق فاجر ہیں۔

قرآن کریم نے اس بات کو امارت سے لازم قرار دیا ہے۔ وَّاجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِيۡنَ اِمَامًا (الفرقان: 75) دعا یہ کرو کہ اے خدا ہمیں متقیوں کا امام بنا۔ اگر کروڑ ہا فاسق بھی ہوں تو ان کی امامت پر کوئی فخر نہیں وہ امامت تو ذلت کے لائق ہے وہ تو انسانیت کی تذلیل ہے اس امارت پر کون فخر کر سکتا ہے لیکن جو متقیوں کا امیر ہو، متقیوں کا امام ہو اس کی دعا قبول ہو چکی وَّاجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِيۡنَ اِمَامًا ہو کہ وہ ہے جو لوگوں میں سر اٹھا کے چلے گا اور خدا کے حضور سر جھکا کے چلے گا۔ اس میں ایک عزت نفس پیدا ہو جاتی ہے وہ جانتا ہے کہ میرے چلنے والوں میں خدا کے فضل سے کثرت سے متقی ہیں۔ ایسے متقی یہ مسلمان کہلانے والے دکھائیں کہاں ہیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ کا وہ دین جو قرآن نے

بیان فرمایا ہے جو میں نے اس آیت میں آپ کے سامنے رکھا ہے اس دین پر چلنے والوں کے پیچھے کتنے ہیں۔ وہ آپ نہیں چلتے۔

مولویوں کا تو حال یہ ہے کہ پیسے پیسے کی خاطر لڑتے اور کثرت سے جھوٹ بولتے ہیں اور جھوٹ بلواتے ہیں۔ بولتے ہی نہیں بلکہ بلواتے ہیں اور قرآن کے نام پر جھوٹ بلواتے ہیں۔ یہ لطیفہ بھی ہے اور دردناک واقعہ بھی ہے جس طرح چاہیں اس کو آپ دیکھ لیں۔ یہاں جب میں جلسے سے واپس آیا ہوں تو ایک رسالے کے ایڈیٹر یا ایک اخبار کے ایڈیٹر کا ایک بیان ایک احمدی دوست کے سامنے جو انہوں نے دیا وہ میں آپ کو سناتا ہوں وہ کہتے ہیں ہمارے تقریباً چودہ ہزار کے مجمع سے ہو کر وہ صاحب مولویوں کے جو So-called ختم نبوت کانفرنس ہے اس میں پہنچے وہاں دوسو آدمی تھے۔ ایڈیٹر صاحب کہتے ہیں کہ میں حیران رہ گیا۔ میں نے کہا یہ ہو کیا رہا ہے سب دنیا کو للکار رہے ہیں اور کہتے ہیں ہم عالم اسلام کے نمائندہ ہیں اتنی اشتہار بازی ان کے آنے جانے کے خرچ بھی برداشت کرنے کو تیار بیٹھے ہیں کھانے پینے کے متعلق کہہ دیا کہ ہم مفت دیں گے اور کل دوسو آدمی آئے۔ انہوں نے اٹھ کر مولوی صاحب سے سوال کیا میں نے احمدیوں کا جلسہ بھی دیکھا ہے وہاں تو یہ حال تھا اور یہاں میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں۔ آپ کے پیچھے کل عالم اسلام کی نمائندگی میں دوسو آدمی بیٹھے ہیں۔ تو مولوی صاحب کا جواب سن لیں۔ انہوں نے کہا کہ دیکھو اسلام میں ایک ایک آدمی دس دس پر حاوی ہے اور ایک ایک مومن سوسو پر بھی حاوی ہے تو سو سے ضرب دو، دوسو کو کتنا بنتا ہے بیس ہزار۔ اس نے کہا تم اخبار میں لکھو تمہارا اسلامی فرض ہے کہ تم اخبار میں یہ جھوٹ لکھو کہ میں دیکھ کے آیا ہوں وہاں بیس ہزار آدمی آئے تھے اس قدر جھوٹی کہانی۔ اسلام کا تمسخر اڑانے والے اور دین کو اس طرح مبالغہ آمیزی کے ساتھ خدا کی طرف غلط منسوب کرنے والے۔ قرآن کریم نے ایک کی دو پر برتری اور ایک کی دس پر برتری تو لکھی ہے مگر ایک کی دس پر لکھتے تو دوسو کے دو ہزار بننے تھے اور وہ ہم سے بڑھتے نہیں تھے۔ انہوں نے قرآن بھی نیا بنایا ہے۔ انہوں نے کہا نہیں اصل میں ایک کی سو پر برتری ہے۔ ہم جو مخلص لوگ ہیں یہ صحابہؓ سے زیادہ شان کے لوگ ہیں ان بے چاروں کو تو خدا نے ایک پہ دس کا وعدہ کیا تھا ہم سے ایک اور سو کا کیا ہوا ہے پس آپ سو سے ضرب دیں پھر جا کے بیس ہزار بنے گا اور اخبار میں شائع کریں کہ ہم بیس ہزار آدمیوں کا مجمع دیکھ کر آئے ہیں۔ وہ بتا رہا تھا، وہ

بے چارہ ایڈیٹر کہ میں کیا کروں کن لوگوں سے واسطہ پڑ گیا ہے مجھے۔ اگر نہ شائع کریں تو یہ ہماری دیواریں توڑیں گے، حملے کریں گے پھر اور شائع کریں تو ضمیر اجازت نہیں دیتا۔ انہوں نے غالباً یہی لکھ دیا کہ بہت سے لوگ تھے دس سے زیادہ دوسو بہت سے ہوا کرتے ہیں تو اس لئے مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ کا جہاں تک تعلق ہے ان کے بڑے سے بڑے چوٹی کے راہنما بھی اس سے ناواقف ہیں ان کو علم ہی نہیں کہ اسلام کی تعریف کیا ہے اسلام کی تعریف کے لحاظ سے یہ صرف اس آیت کریمہ کو اگر پڑھ لیں تو سارے لوگ یہ تمام کے تمام متقیوں کے امام جو بنے پھرتے ہیں یہ ائمہ بھی اور ان کے پیچھے چلنے والے سارے دائرہ اسلام سے خارج ہو جائیں گے۔ پس ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں کہ یہ ہمیں کیا شمار کرتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کے متعلق جب یہ فرمایا گیا اب تو اعلان کرسکتا ہے اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ کا، تو ساتھ فرمایا: قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۔ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے مقابل پر کسی کی بات ماننا بھی ایک عذاب عظیم کی طرف جانے والی بات ہے۔ اللہ کی خاطر اگر دین کو خالص کرتے ہو تو غیر اللہ کی خاطر خدا کی نافرمانی گناہ ہے یعنی خالص دین کے دو پہلو بیان فرما دیئے ایک مثبت پہلو جو سب کچھ اللہ کی خاطر ہو اور ایک منفی پہلو کہ غیر اللہ کی کوئی بات بھی نہیں ماننی جو اللہ سے ہٹانے والی ہو۔ قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ تو کہہ دے کہ میں غیر اللہ کی بات کو عذاب عظیم کے ساتھ وابستہ کرتا ہوں اگر میں خوف کروں غیر اللہ کا اور غیر اللہ کے خوف کی وجہ سے اللہ کی اطاعت نہیں کروں گا تو یہ ڈر ہے يَوْمٍ عَظِيْمٍ کے عذاب میں میں مبتلا ہو جاؤں۔ یہ مکمل تعریف ہے اسلام کی۔ اس کے بعد فرمایا یہی اسلام کی تعریف، یہی عبادت کی تعریف۔ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ ان تعریفوں کے ساتھ ان معنوں میں میں اللہ کی عبادت میں اپنے آپ کو خالص پاتا ہوں میں نے سب کچھ اللہ کے لئے خالص کر دیا۔ جب یہ انسان دعویٰ کرے اور رسول اللہ ﷺ کا دعویٰ حرف بہ حرف سچا تھا پھر اس کے بعد غیر اللہ کی پرواہ نہیں رہتی اور اگر غیر اللہ کی پرواہ ہو تو اس کے خوف سے خدا تعالیٰ کی نافرمانی کا سوال ہی نہیں رہتا۔ پس یہ لازم و ملزوم باتیں ہیں۔ جب یہ اعلان کروایا کہ مجھے غیر اللہ کی پرواہ نہیں اور غیر اللہ کے خوف سے اللہ کی اطاعت کو نہیں چھوڑنا۔ اس کے بعد فرمایا

اب تیرا دین خالص ہے اب تو اعلان کر سکتا ہے اَعۡبُدُ مُخۡلِصًا لَّهٗ دِيۡنِيۡ۔

معاً بعد فرماتا ہے فَاعۡبُدُوۡا مَا شِئۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهٖ پس اے لوگو تم جس کی چاہو عبادت کرتے پھرو جس کا چاہے دین اختیار کرو۔ دین ملک اختیار کرو یا اپنی انانیت کا دین اختیار کرو جس کی چاہو عبادت کرتے رہو تمہارا ہر فعل، تمہاری ہر عبادت، تمہارا اٹھنا بیٹھنا غیر اللہ کے لئے ہو جائے گا اللہ کے لئے نہیں ہوگا اور اس کا نتیجہ اس دنیا میں تم نہ بھی دیکھو اس دنیا میں اس کا نتیجہ لازماً نکالا جائے گا۔ قُلۡ اِنَّ الۡخٰسِرِيۡنَ الَّذِيۡنَ خَسِرُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ وَاَهۡلِيۡهِمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ یہ اپنی طرف سے سمجھتے ہیں کہ دنیا کے بڑے بڑے کاروباروں پر قبضہ کر لیا ہے حکومت کے نمائندے ہیں جس طرح چاہیں قانون سازی کریں خدا کے نام پر جو چاہیں بنی نوع انسان کے ساتھ سلوک کرتے رہیں ہمیں کوئی بھی نہیں پوچھے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پوچھے جاؤ گے اور اس دنیا میں بظاہر تمہارے اعمال نتیجہ خیز ہو بھی جائیں تو آخرت میں تم ضرور گھاٹا پانے والے ہو گے اور اصل گھاٹا کھانے والا وہی ہے جس کا اپنا نفس گھاٹے میں ہو اس کے اہل و عیال گھاٹے میں ہوں اس کے پیچھے چلنے والے گھاٹے میں ہوں یعنی یہ نتیجہ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ کو نکلے گا جس دن تم اپنے اعمال تبدیل نہیں کر سکو گے۔ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ کو نتیجہ نکالنا جو ہے یہ بظاہر انسان سمجھتا ہے کہ دور کی بات کی جارہی ہے مگر سزا میں سب سے بڑی بات ہے اگر اس دنیا میں بدی کا نتیجہ ساتھ ساتھ نکلے تو کوئی انسان بدی سے ہٹ بھی سکتے ہیں مگر وہ لوگ جن کو پتا ہی بعد میں چلے جبکہ امتحان کا وقت ختم ہوا اور نتیجہ نکل آئے وہ بے چارے کیا کر سکتے ہیں اور دنیا میں بھی امتحانات کے نتیجے جب نکلتے ہیں تو طالب علم بعض سر پیٹ کے بیٹھ جاتے ہیں مگر کچھ نہیں کر سکتے۔ پرچے دینے کا وقت ختم ہو گیا اب صرف اعلان ہو رہا ہے کہ کس نے محنت کی کس نے ذہانت سے کام لیا انہی معنوں میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمہیں چھٹی ہے جس کی چاہو عبادت کرتے پھرو۔ قُلۡ اِنَّ الۡخٰسِرِيۡنَ الَّذِيۡنَ خَسِرُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ وَاَهۡلِيۡهِمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ گھاٹا کھانے والے تو وہ ہیں جو اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو گھاٹے میں ڈال رہے ہیں اور پتا چلے گا قیامت کے دن۔ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الۡخُسۡرَانُ الۡمُبِيۡنُ خبردار یہ وہ نقصان کا سودا ہے جو کھلا کھلا نقصان ہے۔

پس جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے جس مسلک پر ڈالا ہے آپ میں سے ہر ایک جانتا ہے کہ یہ مسلک خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ دین اللہ کا مسلک ہے۔ دین اللہ کی اطاعت اور جماعت احمدیہ

ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ ہم صرف خود اس مسلک پر قائم نہیں بلکہ آپ کو بار بار توجہ دلائی جاتی ہے کہ اپنے اہل کو بھی اسی مسلک پر ڈالیں۔ جب غیر اللہ نے اپنے اہل کو اپنے مسالک پر ڈال لیا ہے تم اپنے اہل وعیال کی فکر کرو ان کو اپنے مسلک پر ڈالو اور نتیجے سے بے پروا ہو جاؤ کیونکہ قیامت کے دن تمہیں خسران مبین نہیں ہوگی بلکہ فوز عظیم حاصل ہوگی۔ قیامت کے دن تمہیں سب سے بڑی کامیابیاں عطا ہوں گی لیکن مومنوں کے ساتھ صرف قیامت کے وعدے نہیں اس دنیا کے بھی وعدے موجود ہیں۔

ساری تاریخ مذاہب پر آپ نظر ڈال کے دیکھیں یہ ہو نہیں سکتا کہ آپ کو دنیا میں مومن ایسے نظر آئیں جو دنیا کے لحاظ سے مستقل گھاٹا کھانے والے ہوں ان کی تو دنیا بنتی ہی دین کی خاطر قربانیوں سے ہے۔ اب اس کی مثالیں آپ سامنے رکھیں تو آپ کو میں یہ نہیں کہنا چاہتا کہ ان کامیابیوں کی خاطر اپنے دین کو ڈھالیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ دین کو اللہ کے لئے خالص کر دیں اور یہ جو زائد نعمتیں ہیں یہ تو آپ کو ملنی ہی ملنی ہیں ان سے تو انکار ممکن ہی نہیں ہے لیکن ان نعمتوں کی خاطر اگر آپ نے دین کو ڈھالا تو آپ مُخۡلِصًا لَّہٗ دِیۡنِیۡ نہیں رہیں گے۔ اس فرق کو میں نمایاں طور پر آپ کے سامنے کھولنا چاہتا ہوں۔ جن نعمتوں کا میں ذکر کروں گا اللہ تعالیٰ کے جن فضلوں کا اس دنیا میں نازل ہونے کا میں ذکر کروں گا یہ فضل مُخۡلِصًا لَّہٗ دِیۡنِیۡ والوں کو ان کی ان نسلوں کی صورت میں بھی عطا ہوئے ہیں جو دین سے ہٹ گئے۔ یہ فضل اس دنیا میں بھی نازل ہوتے ہیں، ہوتے چلے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ نہیں روکتا اپنے ہاتھ نہیں بند کرتا اس کے ہاتھ کھلے ہیں اور وہ کھلے ہاتھوں سے مخلصین کی اولاد کو دیتا چلا جاتا ہے پھر ہر ایک اس میں سے اپنا جواب دہ ہے۔ مگر اگر آپ نے دین کو خدا کے لئے خالص نہ کیا، اس نعمت کی خاطر خدا کے حضور جھکے تو آپ کا دین بھی گیا اور آپ کی دنیا بھی رائیگاں گئی۔

تبلیغ کے میدان میں اس بات کو پیش نظر رکھ کے ہمیشہ اس کا شعور بیدار رکھتے ہوئے آپ نے آگے بڑھنا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم کو دیکھیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں قوم کو کیا کامیابی ملی تھی اگر حضرت عیسیٰؑ مُخۡلِصًا لَّہٗ دِیۡنِیۡ نہ ہوتے تو کبھی کا اس دین کو چھوڑ کر کہیں جا چکے ہوتے جس دین میں دکھوں کے سوا کچھ نصیب ہی نہ ہو لیکن ان دکھوں نے آپ کے مُخۡلِصًا لَّہٗ دِیۡنِیۡ ہونے کو ثابت کر دیا۔ ان مصیبتوں نے یہ بتا دیا کہ یہ بندہ ایک ایسا بندہ ہے جس کا دین محض اللہ کے لئے ہے اور غیر اللہ کے لئے نہیں ہے۔ پھر جو پھلوں کا دور شروع ہوا ہے نعمتیں شروع ہوئی ہیں آج تک آپ ان نعمتوں

کو دیکھ رہے ہیں کہ کس طرح عیسائی قوموں پر آسمان سے نازل ہو رہی ہیں، ہوتی چلی جارہی ہیں۔

سائنس میں ترقیات، علوم میں ترقیات، دنیا کی ہر چیز جس مٹی پر انہوں نے ہاتھ ڈالا اسے سونا بنا دیا تو واقعۃً کیمیا گری سیکھ لی مگر یہ ساری نعمتیں خدا کے ایک بندے کے دین کے اخلاص کی وجہ سے ہیں اور ان کی اپنی کوئی حیثیت نہیں۔ جو مائدہ ان پر اتر رہا ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے اور آپ کی قربانیوں سے اتر رہا ہے تو دیکھیں اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ دیتا ہے مگر دعا یہ کرنی ہے کہ ایسا ان لوگوں کو دے جو واقعۃً ساتھ نیک بھی ہوں اور یہ ایک ایسی تمنا ہے جس کے لئے آپ کو بڑی محنت کرنی پڑے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھیوں، آپ کے غلاموں نے اور ہم نے جو کچھ ہمارے بس میں تھا دین کے لئے حاضر کر دیا ہے اس کے نتیجے میں آسمان سے بارشیں برس رہی ہیں اور اتنی زیادہ کہ عیسائیت کی نعمتیں اس کے مقابل پر کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتیں لیکن جتنی بڑی نعمتیں ہوں اتنی بڑی آزمائشیں بھی ساتھ آتی ہیں۔ متقین کا امام بننے کے لئے دعا کریں اور متقین کا امام بننے کے لئے کوشش کریں اور ابھی سے کوشش کریں اگر متقین کی طرف نظر نہ پڑے آپ کی اور دنیا کی نعمتوں پر پڑے تو آنی تو ہیں مگر وہ بے کار جائیں گی اور آپ کی نیکیوں کو بھی کھا جائیں گی۔ آخر پر دنیا میں سب سے بدترین لوگ جو ظاہر ہوں گے وہ جماعت احمدیہ کے بگڑے ہوئے آخری لوگ ہیں جب اسلام اور احمدیت ایک ہی چیز کے دو نام بن جائیں گے۔ وہ الناس جن کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی ہے کہ وہ شر ہوں گے سب سے زیادہ بدترین مخلوق ہوں گے جن پر آخر قیامت ٹوٹے گی یہ لوگ نام کے احمدی کہلانے والے ہی تو ہوں گے یہ دعویٰ کر رہے ہوں گے کہ احمدی مسلمان ہیں۔ اس بدانجام کی طرف نگاہ کریں جس کو ٹالنے کے لئے آپ نے کوشش کرنی ہے۔ بعض بدانجام ایسے ہیں جو ہو کے تو رہتے ہیں مگر جو ٹالنے کی کوشش کرنے والے ہیں وہ ان کے بداثرات سے بچائے جاتے ہیں اور ان کی نسلوں پر خدا تعالیٰ احسان فرماتا ہے کہ ایک لمبے عرصے تک ان کی نسلیں دنیا کی بدیوں سے بچائی جاتی ہیں۔ اس مضمون کو اگر پورا کھولا جائے تو حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی اپنی نسل میں دیکھیں اگرچہ سیدوں میں بھی بہت بد بھی موجود ہیں، رسول اللہ ﷺ کے دین سے ہٹنے والے بھی موجود ہیں مگر ایک بہت لمبے عرصے تک حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ سے خونی تعلق رکھنے والوں نے دین کی عظیم الشان خدمت کی ہے۔

اسی پہلو سے اکثر شیعہ ائمہ کی ہمارے دل میں گہری عزت بھی ہے اور گہری محبت بھی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی بھلائی میں ان کو دنیا سے الگ رکھنے کی جو آپ کے ہاتھ سے کوشش ہوسکتی تھی وہ کی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تربیت میں آپ نے ایسے وقت میں جبکہ آپ کے ہاتھوں پر چکی چلاتے ہوئے چھالے پڑ جایا کرتے تھے چھوٹی سی بچی تھیں اپنے باپ کو یہ کہلا کے بھیجا کہ یہ میرا حال ہے آپ نے فرمایا تمہیں میں دین کی ایسی باتیں نہ بتاؤں کہ جو تمہیں خدا کی نظر میں مقبول کرنے والی ہوں۔ ان معصوم ہاتھوں کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ کیوں نہیں کی؟ آپؐ کو بے حد محبت تھی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے لیکن محبت سچی تھی جس طرح محبت خدا کے لئے خالص تھی اسی طرح اپنے بچوں کی محبت بھی خدا کے لئے خالص تھی اور **اھلیکم** کا لفظ جو یہاں آتا ہے یہ تنبیہہ کر رہا ہے جس کی طرف میں آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ دین کے لئے اپنے آپ کو خالص سمجھ رہے ہیں اور وہی باتیں اپنے بچوں کے لئے نہیں چاہتے تو آپ سمجھ لیں کہ آپ کا دین اس حد تک خالص نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے جو اولاد آگے چلی ہے وہ اس لئے دیر تک دین میں خالص رہی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس دین کے خلوص ہی کو اپنے لئے اختیار کئے رکھا تھا۔

پس آپ اگر آج اپنے بچوں کے معاملے میں اپنے دین کو خالص کریں اور یہ ضروری اس لئے ہے کہ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا کی دعا ہو ہی نہیں سکتی اگر یہ نہ کریں۔ ایک طرف خدا سے دعا مانگیں کہ ہماری آنے والی نسلیں متقی ہوں اس میں اولاد بھی شامل ہے اور دیگر پیچھے چلنے والے بھی یعنی اول طور پر اولاد ہے تو اولاد کے لئے اگر آپ یہ دعا نہ کریں اور خالص دین کے ساتھ نہ کریں تو پھر یہ دعا اکارت جائے گی اور اگر اولاد کو اس میں شامل رکھیں گے تو مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ کا یہ معنی آپ کو پیش نظر رکھنا ہوگا۔ ان کو سمجھائیں کہ کس طرح خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والی نعمتوں کو پھر خدا کی راہ میں خرچ کریں، خدا کے لئے خالص کریں اور مزہ نہ اٹھائیں دنیا کی نعمتوں کا جب تک ان کا خدا سے تعلق نہ ہو۔ یہ تو ناممکن ہے کہ آپ اپنی اولاد کو حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی خاکِ پا کی طرح بنا سکیں لیکن خاکِ پا بنانے کی کوشش کرنا یہ لازم ہے کیونکہ اس خاک میں بھی وہ رنگ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے رنگ ہیں۔

دیکھو ایک گل کا اثر اس مٹی میں ہو جاتا ہے جس مٹی سے گل نکلتا ہے۔ گل نکلنے سے پہلے وہ مٹی اور رنگ رکھتی ہے لیکن پھولوں کی کیاری میں خوشنما نہیں لگتی اس کی مٹی میں بھی ویسے رنگ آنے لگتے ہیں جو

پھول میں ہوتے ہیں اس لحاظ سے آنحضرت ﷺ کی خاکِ پا کا جو میں نے ذکر کیا ہے وہ بالکل درست ہے اس میں کوئی بھی شک نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو فرماتے ہیں آل محمدؐ کی گلیوں کی خاک بھی مجھے پیاری ہے۔ یہ آل محمدؐ وہ آل محمدؐ ہے جس کا میں ذکر کر رہا ہوں جس کو حضرت اقدس رسول اللہ ﷺ نے اپنے رستوں پر چلنا سکھایا اور ہمیشہ ترجیحات دین کو دیں یہاں تک کہ ان کی فطرت ثانیہ بن گئی ان کی نسلیں دیکھو دیر تک محفوظ رہیں اور ائمہ سے آگے ائمہ پیدا ہوتے رہے اس میں کوئی شک نہیں۔

اگر آپ اگلی دنیا میں ظاہر ہونے والی اپنی اولاد پر رحم کرنا چاہتے ہیں، اگر کل جو آپ کی اولاد دنیا کو دکھائے گی اس پر نظر رکھنا چاہتے ہیں تو پھر ابھی سے اپنی اولاد کو بھی مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ بنانے کی کوشش کریں۔ اگر یہ کریں گے تو میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہماری آئندہ نسلیں جب تک خدا تعالیٰ کا قانون اجازت دیتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کا قانون بعض دفعہ اجازت نہیں دیتا اس لئے وہ نسلیں بگڑ جاتی ہیں۔ بعض دفعہ خدا کا قانون نیک لوگوں کی اولاد کو بھی کھلی چھٹی دے دیتا ہے چاہے تو یہ کریں چاہے تو وہ کریں یہ قانون اگر نیکی کے لئے استعمال ہو تو وہ ترقی کرتی چلی جاتی ہیں مگر بدی کی طرف جھکنے کا ان کا اختیار نہیں کھینچا جاتا جو بدی کی طرف جھک جائیں تو پھر ان کی سزا بھی بعض دفعہ دوہری سزا ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی ازواج مطہرات کے متعلق خدا نے یہی بتایا کہ دیکھو تم اگر نیکیوں پر قائم رہیں، تقویٰ پر اور عصمت پر قائم رہیں تو تمہارا دوہرا اجر ہوگا۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ناانصافی ہے یہ، رسول اللہ ﷺ کی بیویوں کا دوہرا اجر اور باقیوں کا نہیں لیکن ساتھ ہی فرمایا اگر ہٹو گی تو سزا بھی دوہری ملے گی۔ تو اجر کے ساتھ اگر سزا بھی بڑھتی چلی جائے تو یہ انصاف قائم رہتا ہے۔ پس آنے والی نسلوں میں اگر آپ متقی ہوئے اور لمبے عرصے تک آپ کی نسلیں متقی رہیں اگر وہ رستے سے ہٹیں گی تو ان کی سزا بھی دوہری ہوگی اس لئے اپنی نسلوں کی فکر کریں اور ابھی سے ان کی طرف توجہ دیں اور اس وقت جو مضمون میں نے چھیڑا ہے میرے نزدیک اس وقت روحانی نسلیں تھیں۔

وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا میں میرے نزدیک اس وقت نئے آنے والے احمدی ہیں تیس لاکھ ایک سال میں ہوئے ہیں۔ تیس لاکھ کی ذمہ داریاں ادا کرنا کوئی معمولی کام نہیں ہے اس سلسلے میں میں مبلغین کو کچھ جلسے پر عام ہدایات بھی دے چکا ہوں کچھ الگ ہدایات بھی دے چکا ہوں مزید انشاء اللہ سارا سال ان کو مطلع کرتا رہوں گا کہ یہ بھی کرو، وہ بھی کرو، وہ بھی کرو تا کہ ہم اپنی روحانی اولاد کی

آئندہ کے لئے فکر کرنے والے ہوں اور اگر نہیں کرتے تو پھر اس عددی برتری کو کوئی بھی حیثیت حاصل نہیں محض ایک ذلت کی دوڑ میں ہم شامل ہونے والے ہوں گے غیر بھی نعرے لگائیں گے کہ ہمارے پیچھے اتنے چلنے والے ہیں ہم بھی نعرے لگائیں گے ہمارے پیچھے اتنے چلنے والے ہیں۔ ہمارا فخر تب جائز ہوگا اگر ''پدرم سلطان بود'' ہی نہ ہو بلکہ اولاد میں سلطانی کی خوشبوئیں آئیں۔ اولاد کی کلاہ بھی سلطانی کلاہ ہو۔

تو اس پہلو سے آپ کے لئے لازم ہے کہ اپنی آئندہ آنے والی نسلوں یعنی روحانی نسلوں کی طرف ابھی سے متوجہ ہوں باریکی کے ساتھ ان کا خیال رکھیں۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے ہدایات مختلف دی جاتی ہیں اور دی جاتی رہیں گی اور ہدایات بھی انشاء اللہ آپ کو وقتاً فوقتاً دی جائیں گی۔ میرے ذہن میں جو پروگرام ہے اس کو اکٹھا میں کھول نہیں سکتا کیونکہ زیادہ بوجھ پڑ جائے تو لوگ بھول جاتے ہیں زیادہ بوجھ نہ ڈالنے کا فلسفہ بھی ہم نے قرآن کریم سے سیکھا ہے قرآن کریم فرماتا ہے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا (البقرہ: 287)۔ تو آپ کے اوپر جو کاموں کے بوجھ ڈالوں گا میں اس قانون کے تابع آپ کی وسعت بھی ساتھ ساتھ بڑھاؤں گا یعنی اللہ بڑھائے گا اور میں عرض کروں گا اور کوشش یہ کروں گا کہ جتنی جتنی وسعت آپ کی بڑھتی جاتی ہے اتنا اتنا بوجھ بھی آپ کا بڑھاتا جاؤں گا۔

وسعت کے بعد جو بوجھ ہے وہ بوجھ لگا نہیں کرتا یہ مزے کی بات ہے۔ ایک انسان جو کمزور ہو اور چار سیر وزن بھی نہ اٹھا سکتا ہو اس پر من ڈال دیں تو وہ ٹوٹ کر گر جائے گا ہمیشہ کے لئے بیمار ہو جائے گا مگر جو من اٹھا سکتا ہو اس کے اوپر اس سے نیچے نیچے جتنے بوجھ ڈالیں وہ ہنسی خوشی کے ساتھ دوڑتا ہوا اس بوجھ کو اٹھا لے گا۔ بوجھ ہمیشہ اس وقت محسوس ہوتا ہے جب طاقت سے بڑھ جائے یاد رکھیں یہ قانون قدرت ہے آپ اگر دس میل آرام سے چل سکتے ہیں جب گیارھواں میل شروع کریں گے تب آپ تھکیں گے۔ اگر آپ نصف میل چل سکتے ہیں نصف میل آرام سے ٹہلیں، چلیں آپ کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی اور روزانہ جسم میں مزید طاقت آتی چلی جائے گی بشاشت آتی چلی جائے گی جب آپ نصف کو ایک دم ایک بنانے کی کوشش کریں گے آپ مارے جائیں گے۔

تو إِلَّا وُسْعَهَا میں بے شمار پیغامات ہیں ہمارے لئے۔ ہم نے جو آگے دنیا کا نقشہ بنانا ہے جماعت کی تربیت کرنی ہے اس میں میں نے دیکھا ہے کہ مجھے إِلَّا وُسْعَهَا کے مضمون پر غور

کرنے سے بے شمار فائدہ پہنچا ہے۔ وسعتیں بڑھائی جائیں جب اس وسعت پر انسان خوش ہو جائے اور ہنسی خوشی کرنے لگے پھر تھوڑا سا اور قدم بڑھائے پھر تھوڑا سا اور قدم بڑھائے اس سے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہماری وسعتیں پھیل کر ہماری ضروریات کے مطابق ہو جائیں گی۔ تیس لاکھ انسان خدا ہمیں نہ دیتا اگر خدا کے نزدیک ہماری یہ وسعت نہ ہوتی پھر اس بات کا مجھے کامل یقین ہے مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہماری وسعت کیا تقاضے کرتی ہے اس میں وسعت کے اندر رہتے ہوئے تھوڑی تھوڑی وسعتیں اور بڑھانے کی ضرورت پڑی رہتی ہے۔ ایک انسان کی وسعت پیدائشی طور پر بہت ہو سکتی ہے مگر بچے کو سکھانا تو پڑتا ہے جب وہ سیکھتا ہے تو پھر معلوم ہو جاتا ہے کہ میری وسعت کیا تھی۔

تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جو فضل ہم پر نازل ہوئے ہیں ہماری وسعت کے مطابق ہیں یہ ناممکن ہے کہ خدا تعالیٰ یہ نعمتیں ہمیں عطا فرماتا اگر اس کے نزدیک ہماری وسعت کے اندران کو سنبھالنا نہ ہوتا۔ اپنی وسعتوں کے اس حصے کو بڑھا دیں جو ابھی تک آپ سے کھوئے ہوئے ہیں۔ آپ میں سے ہر ایک عبادت کے اس مضمون پر چل کر جو میں نے بیان کیا ہے اپنی وسعتوں کو بہت بڑھا سکتا ہے۔ اگر جماعت احمدیہ ساری مُخْلِصًا لَّهُ دِيْنِي بنے یعنی بننے کی کوشش شروع کر دے تو اتنی عظیم وسعتیں عطا ہوں گی کہ ان کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ایک سال میں تیس لاکھ کیا کروڑ بھی ہو جائیں گے تو آپ کی وسعت کے اندر رہیں گے۔ پس آئندہ کی ترقیات اگر خدا سے مانگنی ہیں تو جو عطا ہوئی ہیں ان کا شکر ادا کریں۔ ان کے شکر کا حق ادا کریں ان کو سنبھالنے کا حق ادا کریں اور اس حق کو ادا کرنے کے لئے اپنا حق ادا کرنا سب سے بڑی ذمہ داری ہے یہاں سے کام چلیں گے اپنا حق ادا کریں اپنے اہل و عیال کا حق ادا کریں پھر خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آنے والے جتنے بھی ہوں لاکھوں ہو کروڑوں ہوں انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی وسعت کے دائرے میں رہیں گے اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کے لئے دعا کرنی لازم ہے اس لئے میں آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ دعاؤں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا فضل مانگتے رہیں اپنے لئے بھی، اپنی اولاد کے لئے بھی اور باقی سب کے لئے بھی خدا ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین